بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَنْوَارُ الْاِنْتِبَاہِ فِیْ حِلِّ نِدَآءِ یَارَسُوْلَ اللہِ

یارسول اللہ

کہنے کے جواز کے بارے میں نورانی تنبیہیں

از

اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

پیشکش

دینِ مبین

www.deenemubeen.com

مسئلہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ زید موحّد مسلمان جو خدا کو خدا اور رسول کو رسول جانتا ہے، نماز کے بعد اور دیگر اوقات میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہ کلمۂ یا ندا کرتا اور اَلصّلوٰۃ والسلام علیك یا رسول الله یا اسئلك الشفاعَۃَ یا رسول الله کہا کرتا ہے، یہ کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ اسے اس کلمے کی وجہ سے کافر و مشرک کہیں اُن کا کیا حکم ہے؟ بیّنوا بالکتاب توجروا یوم الحساب (کتاب سے بیان فرمایئے روزِ حساب اجر دیے جاؤ گے۔ت)

الجواب

بسم الله الرحمٰن الرحیم ط

الحمد لله وکفی والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبه المصطفٰی واٰله واصحابه اُولی الصدق والصّفا۔

کلماتِ مذکورہ بے شک جائز ہیں جن کے جواز میں کلام نہ کرے گا مگر سفیہ جاہل یا ضال مضل، جسے اس مسئلے کے متعلق قدرے تفصیل دیکھنی ہو شفاء السقام امام علامہ بقیۃ المجتہدین الکرام تقی الملۃ والدّین ابوالحسن علی سبکی و مواہب اللدنیۃ امام احمد قسطلانی شارح صحیح بخاری و شرح مواہب علامہ زرقانی و مطالع المسرات علامہ فاسی و مرقاۃ شرح مشکوٰۃ علامہ علی قاری و لمعات و اشعۃ اللمعات شروح مشکوٰۃ و جذب القلوب الٰی دیار المحبوب و مدارج النبوۃ تصانیف شیخ عبدالحق محدث دہلوی و افضل القریٰ شرح اُمّ القریٰ امام ابن حجر مکی وغیرہا کتب و کلام علمائے کرام و فضلائے عظام علیہم رحمۃ اللہ العلام کی طرف رجوع لائے یا فقیر کا رسالہ الاھلال بفیض الاولیاء بعد الوصال مطالعہ کرے۔

یہاں فقیر بہ قدرِ ضرورت چند کلمات اجمالی لکھتا ہے، حدیث صحیح مذیّل بطراز گرانہائے تصحیح ہے جسے امام نسائی و امام ترمذی و ابنِ ماجہ و حاکم و بیہقی و امام الائمہ ابن خزیمہ و امام ابو القاسم طبرانی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور ترمذی نے حسن غریب صحیح اور طبرانی و بیہقی نے صحیح اور حاکم نے بر شرطِ بخاری و مسلم جس میں حضورِ اقدس سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک نابینا کو دُعا تعلیم فرمائی کہ بعدِ نماز یُوں کہے:

اللھم انی اسئلك واتوجّہ الیك بنبیك محمدٍ نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بك الیٰ ربی فی حاجتی ھذہٖ لتقضٰی لی اللھم فشفعہ فیَّ۔[1]

اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بہ وسیلہ تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ مہربانی کے نبی ہیں، یارسول اللہ! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت روا ہو۔ الٰہی ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

امام طبرانی کی معجم میں یوں ہے:

انّ رجلاً کان یَختَلِفُ الیٰ عثمان بن عفّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حاجۃٍ لہٗ وکان عثمان لا یلتفت الیہ ولاینظر فی حاجتہ فلقی عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فشکیٰ ذٰلك الیہ فقال لہ عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِئتِ المیضاءۃ فتوضّأ ثم ائت المسجد فصلّ فیہ رکعتین ثم قل اللّٰھمّ اِنّی اسئلك واتوجّہ الیك بنبینا نبی الرحمتہ یا محمد انّی اتوجّہ بك الیٰ ربّی فیقضی حاجتی، وتذکر حاجَتَك ورُحْ الیّ حتّٰی اَرُوْحَ معك۔ فانطلق الرجل فصنع ما قال لہٗ ثمّ اتیٰ بابَ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فجاء البوّابُ حتی اخذہٗ بیدہٖ فادخلہ علیٰ عثمان بن عفان رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ فأجلسہٗ معہٗ علی الطّنفسۃ وقال حاجتك؟ فذکر حاجتہ فقضاھا لہ ثمّ قال ما ذکرت حاجتك حتی کانت ھذہ الساعۃ وقال ماکان لك من حاجۃٍ فأتنا، ثمّ انّ الرجل خرج من عندہ فلقی عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال لہٗ جزاك اللہ خیرا ماکان ینظر فی حاجتی ولا یلتفت الیّ حتّٰی کلّمتہ فیّ فقال عثمٰن بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ واللہ ماکلّمتہٗ ولٰکن شھدت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم واتاہ رجل ضریرٌ فشکا الیہ ذھاب بصرہ فقال لہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ائت المیضأۃ فتوضّأ ثمّ صل رکعتین ثم ادع بھٰذہ الدعوات فقال عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فو اللہ ما تفرقنا وطال بنا الحدیث حتّی دخل علینا الرجل کانہ لم یکن بہٖ ضرٌّ قط۔[2]

1۔ جامع ترمذی، ابواب الدعوات باب فی انتظار الفرج وغیر ذلک، امین کمپنی دہلی، ۲/ ۱۹۷
سنن ابن ماجہ، باب ماجاء فی صلوٰۃ الحاجۃ، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، ص ۱۰۰
المستدرک للحاکم، کتاب الدعا مکتبۂ اسلامیہ، بیروت ۱/ ۵۱۹ و صحیح ابن خزیمۃ، باب صلوٰۃ الترغیب ۲/ ۲۲۶
2۔ الترغیب والترھیب بہ حوالہ الطبرانی الترغیب فی صلوٰۃ الحاجۃ حدیث ا مصطفٰے الباب مصر ۱/ ۴۷۴۔۶۷۶۔
مجمع الزوائد بہ حوالہ طبرانی، باب صلوٰۃ الحاجۃ، دارالکتاب بیروت ۲/ ۲۷۹۔

یعنی ایک حاجتمند اپنی حاجت کے لیے امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آتا جاتا، امیر المومنین نہ اس کی طرف التفات فرماتے نہ اس کی حاجت پر نظر فرماتے، اس نے عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے اس امر کی شکایت کی، انھوں نے فرمایا وضو کر کے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ کر پھر دُعا مانگ: "الٰہی! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں، یارسول اللہ! میں حضور کے توسّل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت روا فرمائے۔" اور اپنی حاجت ذکر کر، پھر شام کو میرے پاس آنا کہ میں بھی تیرے ساتھ چلوں۔ حاجتمند نے (کہ وہ بھی صحابی یا لَا اقلّ کبار تابعین میں سے تھے) یُوں ہی کیا، پھر آستانِ خلافت پر حاضر ہوئے، دربان آیا اور ہاتھ پکڑ کر امیر المؤمنین کے حضور لے گیا، امیر المومنین نے اپنے ساتھ مسند پر بٹھالیا، مطلب پُوچھا، عرض کیا، فوراً روا فرمایا، اور ارشاد کیا اتنے دنوں میں اس وقت اپنا مطلب بیان کیا، پھر فرمایا: جو حاجت تمہیں پیش آیا کرے ہمارے پاس چلے آیا کرو۔ یہ صاحب وہاں سے نکل کر عثمان بن حنیف سے ملے اور کہا اللہ تعالیٰ تمھیں جزائے خیر دے امیر المؤمنین میری حاجت پر نظر اور میری طرف توجہ نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ نے ان سے میری سفارش کی۔ عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں نے تو تمھارے معاملے میں امیر المومنین سے کچھ بھی نہ کہا مگر ہوا یہ کہ میں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا حضور کی خدمتِ اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور نابینائی کی شکایت کی حضور نے یونہی اس سے ارشاد فرمایا کہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے پھر یہ دُعا کرے، حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ وارضاہ نے فرمایا خدا کی قسم ہم اُٹھنے بھی نہ پائے تھے باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آیا گویا کبھی وہ اندھا نہ تھا۔

امام طبرانی پھر امام منذری فرماتے ہیں **والحدیث صحیح**[3]۔ امام بخاری کتاب* الادب المفرد میں اور امام ابن السنی وامام ابن بشکوال روایت کرتے ہیں:

انّ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خدرت رجلہ فقیل لہ اذکر احب الناس الیک فصاح یا محمداہ فانتشرت۔[4]

3۔ الترغیب والترھیب بحوالہ الطبرانی الترغیب فی صلوٰۃ الحاجۃ حدیث ۱ مصطفے البابی مصر ا /۲۷۴۔۲۷۶۔

مجمع الزوائد، بحوالہ طبرانی، باب صلوٰۃ الحاجۃ، دارالکتاب بیروت ۲ /۲۷۹۔

* ولفظ البخاری فی الادب المفرد خدرت رجل ابن عمر فقال لہ رجل اذکر احب الناس الیک فقال یا محمداہ ۱۲ منہ [الادب المفرد، حدیث: ۹۶۴، مکتبۃ الاثریۃ سانگلہ، ص: ۲۵۰]

4۔ عمل الیوم واللیلۃ، حدیث ۱۶۸، دائرۃ المعارف النعمانیہ، ص ۴۷۔

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سو گیا، کسی نے کہا انھیں یاد کیجیے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت نے بہ آوازِ بلند کہا یا محمداہ! فوراً پاؤں کھل گیا۔

امام نووی شارح صحیح مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الاذکار میں اس کی مثل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس کسی آدمی کا پاؤں سو گیا تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہمانے فرمایا: تُو اُس شخص کو یاد کر جو تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ تو اس نے یا محمداہ کہا، اچھا ہو گیا۔[5] اور یہ امر اِن دو صحابیوں کے سوا اوروں سے بھی مروی ہوا۔ اہلِ مدینہ میں قدیم سے اس یا محمداہ کہنے کی عادت چلی آتی ہے۔

علامہ شہاب خفاجی مصری نسیم الریاض شرحِ شفا امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں:

ھٰذا مما تعاھدہٗ اھل المدینۃ۔[6]

یہ اہلِ مدینہ کے معمولات میں سے ہے۔(ت)

حضرت بلال بن الحارث مُزَنی سے قحطِ عام الرمادہ میں کہ بعد خلافتِ فاروقی ۱۸ھ میں واقع ہوا، ان کی قوم بنی مزینہ نے درخواست کی کہ ہم مرے جاتے ہیں کوئی بکری ذبح کیجیے، فرمایا بکریوں میں کچھ نہیں رہا ہے۔ انھوں نے اصرار کیا، آخر ذبح کی، کھال کھینچی تو نِری سُرخ ہڈی نکلی۔ یہ دیکھ کر بلال رضی اللہ عنہ نے ندا کی: یا محمداہ۔ پھر حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں تشریف لا کر بشارت دی۔ **ذکرہ فی الکامل**[7] (اس کو کامل میں ذکر کیا گیا۔ت)

امامِ مجتہد فقیہِ اجل عبدالرحمن ہُذلی کوفی مسعودی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پوتے اور اجلّۂ تبع تابعین واکابر ائمۂ مجتہدین سے ہیں سَر پر بلند ٹوپی رکھتے جس میں لکھا تھا:

مُحَمّدٌ یا منصورُ۔ اور ظاہر ہے کہ **اَلْقَلَمُ اَحَدُ اللِّسَانَیْنِ** (قلم دو زبانوں میں سے ایک ہے۔ت) ہیثم بن جمیل انطاکی کہ ثقات علمائے محدثین سے ہیں اِنھیں امامِ اجل کی نسبت فرماتے ہیں:

رایتہ وعلٰی رأسہٖ قلنسوتہ اَطْوَلُ مِن ذراعٍ مکتوب فیھا محمد یا منصور۔ ذکرہ فی تھزیب التھذیب وغیرہ۔[8]

میں نے اُن کو دیکھا ان کے سر پر ہاتھ بھر سے لمبی ٹوپی تھی جس میں لکھا ہوا تھا محمدٌ یا منصور۔ اس کو تہذیب التہذیب وغیرہ میں ذکر کیا ہے۔(ت)

5۔ الاذکار، باب مایقولہ اذاخدرت رجلہ، دار الکتاب العربی بیروت، ص ۲۷۱۔

6۔ نسیم الریاض شرح الشفاء، فصل فیمارُوی عن السلف، مرکزِ اہلِ سنت برکاتِ رضا، گجرات، الہند ۳ /۳۵۵۔

7۔ الکامل فی التاریخ لابن الاثیر، ذکر القحط وعام الرمادہ، دار صادر بیروت، ۲ /۵۵۶۔

8۔ میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ترجمہ ۴۹۰۷، دار المعرفۃ للطباعۃ، ۲ /۵۷۴۔

امام شیخ الاسلام شہاب رملی انصاری کے فتاوٰی میں ہے:

سُئِل عمّا یقع من العامۃِ من قولھم عند الشدائد یا شیخ فلان ونحو ذٰلك من الاستغاثۃ بالانبیاء والمرسلین والصالحین وھل للمشائخ اِغاثۃ بعد موتھم ام لا؟ فاجاب بما نَصّہ اَنّ الاستغاثۃ بالانبیاء و المرسلین والاولیاء والعلماء الصّالحین جائزۃ وللانبیاء وللرّسل والاولیاء والصالحینِ اغاثۃ بعد موتھم الخ۔ [9]

یعنی ان سے استفتا ہوا کہ عام لوگ جو سختیوں کے وقت انبیا و مرسلین و اولیا و صالحین سے فریاد کرتے اور یا شیخ فلاں (یارسول اللہ، یا علی، یا شیخ عبد القادر جیلانی) اور ان کی مثل کلمات کہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اولیا بعد انتقال کے بھی مدد فرماتے ہیں یا نہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ بیشک انبیا و مرسلین و اولیا و علما سے مدد مانگنی جائز ہے اور وہ بعد انتقال بھی امداد فرماتے ہیں الخ۔

علامہ خیر الدین رملی اُستاذ صاحبِ دُرِ مُختار، فتاوٰی خیریہ میں فرماتے ہیں:

قولھم یا شیخ عبد القادر فھو نداء فما الموجب لحرمتہ۔ [10]

لوگوں کا کہنا کہ "یا شیخ عبد القادر" یہ ایک ندا ہے پھر اس کی حُرمت کا سبب کیا ہے۔

سیدی جمال بن عبد اللہ بن عمر مکی اپنے فتاوٰی میں فرماتے ہیں:

سئلت ممن یقول فی حال الشدائد یا رسول اللہ اویا علی او یا شیخ عبد القادر مثلاً ھل ھو جائز شرعًا ام لا؟ اجبت نعم الاستغاثۃ بالاولیاء ونداؤھم والتوسل بھم امرٌ مشروع وشیء مرغوب لَایُنْکِرُہٗ الا مُکابِرٌ اَوْ مُعَانِدٌ وَقَدْ حُرِمَ بَرَکَۃَ الْاَوْلِیَاءِ الْکِرَامِ الخ۔ [11]

یعنی مجھ سے سوال ہوا اس شخص کے بارے میں جو مصیبت کے وقت میں کہتا ہو یارسول اللہ یا یا علی یا یا شیخ عبد القادر، مثلاً، آیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ میں نے جواب دیا: ہاں اولیا سے مدد مانگنی اور انھیں پکارنا اور ان کے ساتھ توسّل کرنا شرع میں جائز اور پسندیدہ چیز ہے جس کا انکار نہ کرے گا مگر ہٹ دھرم یا صاحبِ عناد، اور بیشک وہ اولیاے کرام کی برکت سے محروم ہے۔

امام ابنِ جوزی نے کتاب عیون الحکایات میں تین اولیاے عظام کا عظیم الشان واقعہ بہ سندِ مسلسل روایت کیا کہ وہ تین بھائی سوارانِ دلاور ساکنانِ شام تھے کہ ہمیشہ راہِ خدا میں جہاد کرتے،

9۔ فتاوی الرملی فی فروع الفقہ الشافعی، مسائل شتی، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۴/ ۷۳۳۔

10۔ فتاوٰی خیریہ، کتاب الکراہۃ والاستحسان، دار المعارفۃ للطباعۃ، بیروت، ۲/ ۱۸۲۔

11۔ فتاوٰی جمال بن عبد اللہ بن عمر مکی۔

فاسرہ الروم مرّۃ قال لھم الملك انی اجعل فیکم الملك وازوّجکم بناتی وتدخلون فی النصرانیّۃ فأبَوْا وقالوا یا مُحَمّدَاہُ۔ [12]

یعنی ایک بار نصاریٰ روم انھیں قید کرکے لے گئے بادشاہ نے کہا میں تمھیں سلطنت دوں گا اور اپنی بیٹیاں تمھیں بیاہ دوں گا تم نصرانی ہو جاؤ۔ انھوں نے نہ مانا اور ندا کی یا محمداہ۔

بادشاہ نے دیگوں میں تیل گرم کراکر دو صاحبوں کو اس میں ڈال دیا، تیسرے کو اللہ تعالیٰ نے ایک سبب پیدا فرماکر بچالیا۔ وہ دونوں چھ مہینے کے بعد مع ایک جماعتِ ملائکہ کے بیداری میں ان کے پاس آئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمھاری شادی میں شریک ہونے کو بھیجا ہے انھوں نے حال پوچھا، فرمایا:

ماکانت الّا الغطسۃ التی رأیت حتی خرجنا فی الفردوس۔

بس وہی تیل کا ایک غوطہ تھا جو تم نے دیکھا اس کے بعد ہم جنّتِ اعلیٰ میں تھے۔

امام فرماتے ہیں:

کانا مشھورین بذلك معروفین بالشام فی الزمن الاوّل۔

یہ حضرات زمانۂ سلف میں مشہور تھے اور ان کا یہ واقعہ معروف۔

پھر فرمایا: شعرانے ان کی منقبت میں قصیدے لکھے، ازاں جملہ یہ بیت ہے:

سیعطی الصادقین بفضل صدقٍ
نجاۃ فی الحیٰوۃِ وفی الممات [13]

"قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ سچے ایمان والوں کو اُن کے سچ کی برکت سے حیات و موت میں نجات بخشے گا"

یہ واقعہ عجیب نفیس وروح پرور ہے۔ میں بہ خیالِ تطویل اسے مختصر کر گیا۔ تمام وکمال امام جلال الدین سیوطی کی شرح الصدور میں ہے من شاء فلیرجع الیہ (جو تفصیل چاہتا ہے اس کی طرف رجوع کرے۔ت) یہاں مقصود اس قدر ہے کہ مصیبت میں "یا رسول اللہ" کہنا اگر شرک ہے تو مشرک کی مغفرت و شہادت کیسی اور جنت الفردوس میں جگہ پائی کیا معنٰی، اور ان کی شادی میں فرشتوں کو بھیجنا کیونکر معقول؟ اور ان ائمۂ دیں نے یہ روایت کیونکر مقبول اور ان کی شہادت وولایت کس وجہ سے مسلّم رکھی اور وہ مردانِ خدا خود بھی سلفِ صالح میں تھے کہ واقعہ شہر طرطوس کی آبادی سے پہلے کا ہے کما ذکرہ فی الرّوایۃ نفسھا (جیسا کہ خود روایت میں ذکر کیا ہے۔ت) اور طرطوس ایک ثغر

12 ۔شرح الصدور، بحوالہ عیون الحکایات، باب زیارۃ القبور و علم الموتیٰ الخ، خلافت اکیڈمی منگورہ سوات ص:۹۔

13۔شرح الصدور، بحوالہ عیون الحکایات، باب زیادۃ القبور و علم الموتی الخ، خلافت اکیڈمی منگورہ سوات، ص:۹۰۔

ہے یعنی دارالاسلام کی سرحد کا شہر جسے خلیفہ ہارون رشید نے آباد کیا کما ذکرہ الامام السیوطی[14] فی تاریخ الخلفاء (جیسا کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الخلفاء میں اس کو ذکر کیا ہے۔ت)

ہارون رشید کا زمانہ زمانۂ تابعین و تبع تابعین تھا تو یہ تینوں شہدائے کرام اگر تابعی نہ تھے لااقل تبع تابعین سے تھے واللہ الھادی (اور اللہ ہی ہدایت دینے والا ہے۔ت)

حضور پُرنور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

من استغاث بی فی کربۃٍ کشفت عنہ ومن نادی باسمی فی شدۃ فرجت عنہ ومن توسل بی الی اللہ عزوجل فی حاجۃٍ قضیت لہ ومن صلی رکعتین یقرؤ فی کل رکعۃٍ بعد الفاتحۃ سورۃ الاخلاص اِحْدٰی عشرۃ مرَّۃ ثم یصلی علی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعد السلام ویسلم علیہ ویذکرنی ثم یخطوا الی جھۃ العراق احدٰی عشرۃ خطوۃ یذکرھا اسمی ویذکر حاجتہ فانھا تقضی باذن اللہ۔[15]

یعنی جو کسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے وہ تکلیف دفع ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے وہ سختی دُور ہو اور جو کسی حاجت میں اللہ تعالٰی کی طرف مجھ سے توسل کرے وہ حاجت بر آئے۔ اور جو دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص گیارہ بار پڑھے پھر سلام پھیر کر نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجے اور مجھے یاد کرے، پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے ان میں میرا نام لیتا جائے اور اپنی حاجت یاد کرے اس کی وہ حاجت روا ہو اللہ کے اذن سے۔

اکابر علمائے کرام و اولیائے عظّام مثل امام ابوالحسن نورالدین علی بن جریر لخمی شطنوفی و امام عبداللہ بن اسد یافعی مکّی، مولانا علی قاری مکی صاحبِ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، مولانا ابوالمعالی محمد سلمٰی قادری و شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصانیفِ جلیلہ **بھجۃ الاسرار و خلاصۃ المفاخر و نزھۃ الخاطر و تحفہ قادریہ وزبدۃ الآثار** وغیرہا میں یہ کلمات رحمت آیات حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے نقل وروایت فرماتے ہیں۔

یہ امام ابوالحسن نورالدین علی مصنف بہجۃ الاسرار شریف اعاظمِ علماو ائمۂ قراءت و اکابر اولیاو ساداتِ طریقت سے ہیں، حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ تک صرف دو واسطے رکھتے ہیں امامِ اجل حضرت ابو صالح نصر قدس سرہٗ سے

14۔ شرح الصدور، باب زیادۃ القبور، مصطفی البابی مصر، ص:۸۹۔

15۔ بہجۃ الاسرار، ذکر فضل اصحابہ وبشراہم، مصطفی البابی مصر، ص: ۱۰۲۔
زبدۃ الاسرار، ذکر فضل اصحابہ و مریدیہ و محبیہ، بکسلنگ کمپنی بمبئی، ص:۱۰۱۔

فیض حاصل کیا انھوں نے اپنے والد ماجد حضرت ابو بکر تاج الدین عبد الرزاق نور اللہ مرقدہ سے اُنھوں نے اپنے والد ماجد حضور پُر نور سید السادات غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ زبدۃ الآثار شریف میں فرماتے ہیں:

یہ کتاب بہجۃ الاسرار کتاب عظیم و شریف و مشہور ہے اور اس کے مصنف علمائے قراءت سے عالم معروف و مشہور اور ان کے احوال* شریفہ کتابوں میں مذکور و مسطور۔ [16]

امام شمس الدین ذہبی کہ علمِ حدیث و اسماء الرجال میں جن کی جلالتِ شان عالم آشکار اس جناب کی مجلسِ درس میں حاضر ہوئے اور اپنی کتاب طبقات المقرئین میں ان کے مدائح لکھے۔

امام محدّث محمد بن محمد بن الجزری مصنفِ حصنِ حصین اس جناب کے سلسلۂ تلامذہ میں ہیں اُنھوں نے یہ کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف اپنے شیخ سے پڑھی اور اس کی سند و اجازت حاصل کی۔ [17]

ان سب باتوں کی تفصیل اور اس کی نمازِ مبارک کا دلائل شرعیہ و اقوال و افعالِ علما و اولیا سے ثبوتِ جلیل فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ کے رسالہ **انھار الانوار من یم صلوٰۃ الاسرار** میں ہے:

فعلیك بما تجد فیھا ما یشفی الصدور ویکشف العمٰی والحمد للہ رب العٰلمین۔

اس رسالے کا مطالعہ تجھ پر لازم ہے اس میں تو وہ کچھ پائے گا جو دلوں کو شفا دیتا ہے اور اندھے پن کو دُور کرتا ہے اور سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے (ت)

امام عارف باللہ سیدی عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب مستطاب "**لواقح الانوار فی طبقات الاخیار**" میں فرماتے ہیں:

سیدی محمد غمری رضی اللہ عنہ کے ایک مرید بازار میں تشریف لیے جاتے تھے، ان کے جانور کا پاؤں پھسلا، بآواز پکارا **یا سیدی محمد یا غمری**، اُدھر ابنِ عمر حاکمِ صعید کو بحکم سلطان چقمق قید کیے لیے جاتے تھے، ابن عمر نے فقیر کا ندا کرنا سُنا، پوچھا یہ سیدی محمد کون ہیں؟ کہا میرے شیخ۔ کہا میں ذلیل بھی کہتا ہوں **یا سیدی یا غمری لاحظنی** اے میرے سردار اے محمد غمری! مجھ پر نظرِ عنایت کرو۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ حضرت سیدی محمد غمری رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور مدد فرمائی کہ بادشاہ اور اس کے لشکریوں کی جان پر بن گئی، مجبورانہ ابن عمر کو خلعت دے کر رخصت کیا۔ [18]

---

* حاشیہ: امام جلال الدین سیوطی نے ان جناب کو الامام الاوحد لکھا یعنی امام یکتا بے نظیر ۱۲ منہ۔

16۔ زبدۃ الآثار، بکسلنگ کمپنی بمبئی، ص: ۲۔

17۔ زبدۃ الآثار، بکسلنگ کمپنی، بمبئی، ص: ۲۔

18۔ لواقح الانوار فی طبقات الاخیار، ترجمہ ۳۲۴، الشیخ محمد الغمری مصطفےٰ البابی مصر، ۲ /۸۸۔

اسی میں ہے:

سیدی شمس الدین محمد حنفی رضی اللہ عنہ اپنے حجرۂ خلوت میں وضو فرمارہے تھے ناگاہ ایک کھڑاؤں ہوا پر پھینکی کہ غائب ہوگئی حالانکہ حجرے میں کوئی راہ اس کے ہوا پر جانے کی نہ تھی، دوسری کھڑاؤں اپنے خادم کو عطا فرمائی کہ اسے اپنے پاس رہنے دے جب تک وہ پہلی واپس آئے، ایک مدت کے بعد ملکِ شام سے ایک شخص وہ کھڑاؤں مع اور ہدایا کے حاضر لایا اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو جزائے خیر دے جب چور میرے سینے پر مجھے ذبح کرنے بیٹھا میں نے اپنے دل میں کہا یا سیدی محمد یا حنفی، اُسی وقت یہ کھڑاؤں غیب سے آکر اس کے سینے پر لگی کہ غش کھا کر الٹا ہوگیا اور مجھے بہ برکتِ حضرت اللہ عزوجل نے نجات بخشی۔ [19]

اسی میں ہے: ولیِ ممدوح قدس سرہ کی زوجۂ مقدسہ بیماری سے قریب مرگ ہوئیں تو وہ یوں ندا کرتی تھیں یا سیدی اَحْمَدُ یَا بَدْوِیُّ خَاطِرُكَ مَعِيْ اے میرے سردار اے احمد بدوی! حضرت کی توجہ میرے ساتھ ہے۔ ایک دن حضرت سیدی احمد کبیر بدوی رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں: کب تک مجھے پکارے گی اور مجھ سے فریاد کرے گی، تو جانتی نہیں کہ تو ایک بڑے صاحب تمکین (یعنی اپنے شوہر) کی حمایت میں ہے، اور جو کسی ولی کبیر کی درگاہ میں ہوتا ہے ہم اس کی ندا پر اجابت نہیں کرتے، یوں کہہ یا سیدی محمد یا حنفی، کہ یہ کہے گی تو اللہ تعالیٰ تجھے عافیت بخشے گا۔ ان بی بی نے یونہی کہا، صبح کو خاصی تندرست اُٹھیں، گویا کبھی مرض نہ تھا۔ [20]

اسی میں ہے حضرت ممدوح رضی اللہ عنہ اپنے مرضِ موت میں فرماتے تھے:

من کانت له حاجة فلیأت الیٰ قبری ویطلب حاجته اقضها له فان ما بینی وبینکم غیر ذراع من تراب وکل رجل یحجبه عن اصحبه ذراع من تراب فلیس برجل۔ [21]

جسے کوئی حاجت ہو وہ میری قبر پر حاضر ہو کر حاجت مانگے میں رَوا فرمادوں گا کہ مجھ میں تم میں یہی ہاتھ بھر مٹی ہی تو حائل ہے اور جس مرد کو اتنی مٹی اپنے اصحاب سے حجاب میں کردے وہ مرد کاہے کا۔

اسی طرح حضرت سیّدی محمد بن احمد فرغل رضی اللہ عنہ کے احوال شریفہ میں لکھا:

کان رضی اللہ تعالیٰ عنه یقول انا من المتصرفین فی قبورھم فمن کانت له حاجة فلیأت الیٰ قبالة وجھی ویذکرھا لی اقضھا له۔ [22]

19۔ لواقح الانوار فی طبقات الاخیار، ترجمہ ۳۲۵، سیدنا و مولانا شمس الدین حنفی مصطفی البابی مصر، ۲ /۹۵۔

20۔ لواقح الانوار فی طبقات الاخیار، ترجمہ ۳۲۵، سیدنا و مولانا شمس الدین الحنفی مصطفی البابی مصر ۲ /۹۶۔

21۔ لواقح الانوار فی طبقات الاخیار، ترجمہ ۳۲۹، الشیخ محمد بن احمد الفرغل مصطفی البابی مصر ۲ /۹۶۔

22 لواقح الانوار فی طبقات الاخیار، ترجمہ ۳۲۹، الشیخ محمد بن احمد الفرغل مصطفی البابی مصر ۲ /۱۰۵۔

فرمایا کرتے تھے میں اُن میں ہوں جو اپنی قبور میں تصرف فرماتے ہیں جسے کوئی حاجت ہو میرے پاس میرے چہرۂ مبارک کے سامنے حاضر ہو کر مجھ سے اپنی حاجت کہے میں روا فرمادوں گا۔

اسی میں ہے:

مروی ہوا ایک بار حضرت سیدی مدین بن احمد اشمونی رضی اللہ عنہ نے وضو فرماتے میں ایک کھڑاؤں بلادِ مشرق کی طرف پھینکی، سال بھر کے بعد ایک شخص حاضر ہوئے اور وہ کھڑاؤں اُن کے پاس تھی انہوں نے حال عرض کیا کہ جنگل میں ایک بد وضع نے ان کی صاحبزادی پر دست درازی چاہی، لڑکی کو اس وقت اپنے باپ کے پیر و مرشد حضرت سیدی مدین کا نام معلوم نہ تھا یوں ندا کی یَا شَیْخُ اَبِیْ لَاحِظْنِیْ اے میرے باپ کے پیر مجھے بچائیے۔ یہ ندا کرتے ہی وہ کھڑاؤں آئی لڑکی نے نجات پائی، وہ کھڑاؤں اُن کی اولاد میں اب تک موجود ہے۔ [23]

اسی میں سیدی موسیٰ ابو عمران رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں لکھتے ہیں:

کان اذا ناداہ مریدہ اجابہ من مسیرۃ سنۃٍ اواکثر۔ [24]

جب ان کا مرید جہاں کہیں سے انھیں ندا کرتا جواب دیتے اگرچہ سال بھر کی راہ پر ہوتا یا اس سے بھی زائد۔

حضرت شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی "اخبار الاخیار" شریف میں ذکرِ مبارک حضرت سید اجل شیخ بہاء الحق والدین بن ابراہیم وعطاء اللہ الانصاری القادری الشطاری الحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حضرت ممدوح کے رسالۂ مبارکہ "شطاریہ" سے نقل فرماتے ہیں:

ذکرِ کشفِ ارواح یا احمد یا محمد در دو طریق ست، یک طریق آنست یا احمد را در راستا بگوید و یا محمد را در چپا بگوید و در دل ضرب کند یارسول اللہ۔ طریق دوم آنست کہ یا احمد را در راستا گوید و چپا یا محمد و در دل وہم کند یا مصطفیٰ۔ دیگر ذکر یا احمد یا محمد یا علی یا حسن یا حسین یا فاطمہ شش طرفی ذکر کند کشف جمیع ارواح شود دیگر اسمائے ملائکہ مقرب ہمیں تاثیر دارند یا جبریل، یا میکائیل، یا اسرافیل، یا عزرائیل، چہار ضربی، دیگر ذکر اسمِ شیخ یعنی بگوید یا شیخ یا شیخ ہزار بار بگوید کہ حرفِ ندا را از دل بکشد طرف راستا برد و لفظِ شیخ را در دل ضرب کند۔ [25]

کشف ارواح کے ذکر یا احمد و یا محمد میں دو طریقے ہیں: پہلا طریقہ یہ ہے کہ یا احمد دائیں طرف اور یا محمد بائیں طرف سے کہتے ہوئے دل پر یا رسول اللہ کی ضرب لگائے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ یا احمد دائیں طرف اور یا محمد بائیں طرف سے کہتے ہوئے دل میں یا مصطفیٰ کا خیال جمائے۔ اس کے علاوہ دیگر اذکار یا

23۔ لواقح الانوار فی طبقات الاخیار، ترجمہ ۳۲۶، الشیخ مدین بن احمد الاشمونی مصطفی البابی مصر ۲ / ۱۰۲۔

24۔ لواقح الانوار فی طبقات الاخیار، ترجمہ ۳۱۳، الشیخ موسیٰ المکنی بابی عمران مصطفی البابی مصر ۲ / ۲۱۔

25۔ اخبار الاخیار، ترجمہ شیخ بہاء الدین براہیم عطاء اللہ الانصاری مکتبہ، نوریہ رضویہ سکھر، ص:۱۹۹۔

محمد، یا احمد، یا علی، یا حسن، یا حسین، یا فاطمہ کا چھ طرفی ذکر کرنے سے تمام ارواح کا کشف حاصل ہو جاتا ہے۔ مقرب فرشتوں کے ناموں کا ذکر بھی تاثیر رکھتا ہے، یا جبرائیل، یا میکائیل، یا اسرافیل، یا عزرائیل کا چار ضربی ذکر کرے۔ نیز اسمِ شیخ کا ذکر کرتے ہوئے یا شیخ یا شیخ ہزار بار اس طرح کرے کہ حرفِ ندا کو دل سے کھینچتے ہوئے دائیں طرف لے جائے اور لفظِ شیخ سے دل پر ضرب لگائے۔(ت)

حضرت سیّدی نورالدین عبدالرحمن مولانا جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس شریف میں حضرت مولوی معنوی قدس سرہ العلی کے حالات میں لکھتے ہیں کہ مولانا روّح اللہ روحہ نے قریبِ انتقال ارشاد فرمایا:

از رفتنِ من غمناک مشوید کہ نور منصور رحمۃ اللہ علیہ بعد از صد و پنجاہ سال بر روحِ شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ تجلی کرد و مرشد او شد۔ [26]

ہمارے جانے سے غمگین مت ہوں کہ حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ کا نور ایک سو پچاس سال بعد شیخ فرید الدین عطار کی روح پر تجلی کرتے ہوئے اُن کا مرشد ہو گیا۔(ت)

اور فرمایا:

در ہر حالتے کہ باشید مرا یاد کنید تا من شمارا ممد باشم در ہر لباسے کہ باشم۔ [27]

تم جس حالت میں رہو مجھے یاد کرو تاکہ میں تمہارا مددگار بنوں میں چاہے جس لباس میں ہوں۔(ت)

اور فرمایا:

در عالم مارا دو تعلق ست، یکے بہ بدن و یکے بشما، وچوں بہ عنایتِ حق سبحانہٗ و تعالیٰ فرد و مجرد شوم و عالم تجرید و تفرید روئے نماید آں تعلق نیز از آں شما خواہد بود۔ [28]

دُنیا میں ہمارے دو تعلق ہیں، ایک بدن کے ساتھ اور دوسرا تمہارے ساتھ۔ جب حق تعالیٰ کی عنایت سے میں فرد مجرد ہو جاؤں گا اور عالمِ تفرید و تجرید ظاہر ہو جائے گا تو یہ تعلق بھی تمہارے لیے ہو گا۔(ت)

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم میں لکھتے ہیں:

وصلّی علیک اللہ یا خیر خلقہٖ

ویا خیر مامُول ویا خیرَ واھبٖ

ویا خیر من یرجٰی لکشف رَزیۃ

ومن جودہٗ قد فاق جود السحائب

26۔ نفحات الانس، ترجمہ مولانا جلال الدین رومی، کتاب فروشی محمودی، ص: ۴۶۲و۴۶۳۔

27۔ نفحات الانس، ترجمہ مولانا جلال الدین رومی، کتاب فروشی محمودی، ص: ۴۶۲و۴۶۳۔

28۔ نفحات الانس، ترجمہ مولانا جلال الدین الرومی، کتاب فروشی محمودی، ص: ۴۶۲و۴۶۳۔

وانت مجیری من هجوم مُلِمَّةٍ

اذا انشبت فی القلب شر المخالب[29]

اور خود اس کی شرح و ترجمہ میں کہتے ہیں:

(فصل یازدہم در ابتہال بجناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) رحمت فرستد بر تو خدائے تعالیٰ اے بہترینِ خلقِ خدا، واے بہترین کسیکہ امید داشتہ شود، اے بہترین عطا کنندہ واے بہترین کسیکہ امید داشتہ باشد برائے ازالہٴ مصیبتے واے بہترین کسیکہ سخاوات اور زیادہ است از باراں، بارہا گواہی میدہم کہ تو پناہ دہندہٴ منی از ہجوم کردن مصیبتے وقتے کہ بخلاند در دل بدترین چنگالہارا۔[30] اھ ملخصاً

(گیارھویں فصل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عاجزانہ فریاد کے بارے میں) اے خلقِ خدا سے بہتر! آپ پر اللہ تعالیٰ درود بھیجے۔ اے بہترین شخص جس سے امید کی جاتی ہے اور اے بہترین عطا کرنے والے۔ اے بہترین شخص کہ مصیبت کو دُور کرنے میں جس سے اُمید رکھی جاتی ہے اور جس کی سخاوت بارش پر فوقیت رکھتی ہے۔ آپ ہی مجھے مصیبتوں کے ہجوم سے پناہ دینے والے ہیں جب وہ میرے دل میں بدترین پنجے گاڑتی ہیں۔(ت)

اسی کے شروع میں لکھتے ہیں:

ذکر بعد حوادثِ زماں کہ دراں حوادث لابدست از استمداد بروحِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔[31]

بعض حوادثِ زمانہ کا ذکر جن حوادث میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحِ اقدس سے مدد طلب کرنا ضروری ہے۔(ت)

اسی کی فصلِ اوّل میں لکھتے ہیں:

بہ نظر نمی آید مرا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ جائے دست زدن اندوہگین ست در ہر شدتے۔[32]

مجھے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نظر نہیں آتا کیونکہ ہر سختی میں غمزدوں کی پناہ گاہ آپ ہی ہیں۔(ت)

یہی شاہ صاحب قصیدہ "مدحیہ حمزیہ" میں لکھتے ہیں:

ینادی ضارعاً لخضوع قلبٍ

وذل وابتهال والتجاءٍ

29۔ اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم، فصل یازدہم، مجتبائی دہلی، ص:۲۲۔

30۔ اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم، فصل یازدہم، مجتبائی دہلی، ص:۲۲۔

31۔ اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم، فصل اول، مجتبائی دہلی، ص:۲۔

32۔ اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم، فصل اول، مجتبائی دہلی، ص:۴۔

رسول الله يا خير البرايا

نوالك ابتغي يوم القضاء

اذا ما حلّ خطب مدلهم

فانت الحصن من كل البلاء

اليك توجّهي وبك استنادي

وفيك مطامعي وبك ارتجائي [33]

اور خود ہی اس کی شرح و ترجمہ میں لکھتے ہیں:

فصلِ ششم در مخاطبہ جناب عالی علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات والتسلیمات ندا کند زار و خوار شدہ بشکستگیٔ دل و اظہارِ بے قدریٔ خود بہ اخلاص در مناجات و بہ پناہ گرفتن بایں طریق کہ اے رسولِ خدا، اے بہترینِ مخلوقات عطائے مے خواہم روز فیصل کردن، وقتے کہ فرود آید کارِ عظیم درغایتِ تاریکی، پس توئی پناہ از ہر بلا، بسوئے تست رُو آوردنِ من و بہ تست پناہ گرفتنِ من و در تست امید داشتنِ من [34] اھ ملخصاً۔

چھٹی فصل عالی مرتبت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنے کے بیان میں۔ آپ پر بہترین درود اور کامل ترین سلام ہو۔ ذلیل و خوار شخص شکستہ دل، ذلت و رسوائی، عجز و انکسار کے ساتھ پناہ طلب کرتے ہوئے یوں پکارتا ہے: اے اللہ تعالیٰ کے رسول، اے بہترینِ خلق! میں فیصلے کے دن آپ کی عطا کا طلب گار ہوں۔ جب انتہائی اندھیرے میں بہت بڑی مصیبت نازل ہو تو ہر بلا میں پناہ گاہ تو ہی ہے۔ میری توجہ تیری طرف ہے، تجھ ہی سے میں پناہ لیتا ہوں، تجھ ہی سے طمع و امید رکھتا ہوں اھ ملخصاً (ت)

یہی شاہ صاحب "انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" میں قضائے حاجت کے لیے ایک ختم کی ترکیب یوں نقل کرتے ہیں:

اول دو رکعت نفل، بعد ازاں یک صد و یازدہ بار درود و بعد ازاں یک صد و یازدہ بار کلمۂ تمجید و یک صد و یازدہ بار شَیْئًا لِلّٰہِ یَا شَیْخُ عَبْدَ الْقَادِرِ جِیْلَانِیْ۔ [35]

33۔ اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم، فصل ششم، مطبع مجتبائی دہلی، ص:۳۳۔

34۔ اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم، فصل ششم، مطبع مجتبائی دہلی ص ۳۳و۳۴۔

35۔ الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ

نوٹ: الانتباہ دو حصوں پر مشتمل ہے، پہلے حصے میں سلاسلِ طریقت بیان کیے گئے ہیں اور دوسرے حصے میں فقہ و حدیث کی سندیں بیان کی گئی ہیں۔ دوسرا حصہ مکتبۂ سلفیہ لاہور نے "وصّاف النبیہ" کے نام سے شائع کیا تھا، ناشر نے مقدمے میں تصریح کی ہے اس حصے کا ایک باب نہیں مل سکا اور وہ کچھ ضروری بھی نہ تھا، غالباً یہ حوالہ اسی "غیر ضروری" حصے میں قلم زد ہو گیا ہے ۱۲، شرف قادری۔

پہلے دو رکعت پڑھے پھر ایک سو گیارہ بار درود شریف، ایک سو گیارہ بار کلمۂ تمجید، پھر ایک سو گیارہ بار یہ پڑھے:

اے شیخ عبدالقادر جیلانی! خدا را کچھ عطا فرمائیں۔(ت)

اسی انتباہ سے ثابت ہے کہ یہی شاہ صاحب اور اُن کے شیخ و استاذِ حدیث مولانا طاہر مدنی جن کی خدمت میں مدتوں رہ کر شاہ صاحب نے حدیث پڑھی اور ان کے شیخ واستاذ ووالد مولانا ابراہیم کُردی اور اُن کے استاذ مولانا احمد قشاشی اور ان کے استاذ مولانا احمد شناوی اور شاہ صاحب کے استاذ الاستاذ مولانا احمد نخلی کہ یہ چاروں حضرات بھی شاہ صاحب کے اکثر سلاسلِ حدیث میں داخل اور شاہ صاحب کے پیرو مرشد شیخ محمد سعید لاہوری جنھیں انتباہ میں "شیخ معمر ثقہ" کہا اور اعیانِ مشائخ طریقت سے گنا اور اُن کے پیر شیخ محمد اشرف لاہوری اور ان کے شیخ مولانا عبدالمالک اور ان کے مرشد شیخ بایزید ثانی اور شیخ شناوی کے پیر حضرت سید صبغۃ اللہ بروجی اور ان دو صاحبوں کے پیرو مرشد مولانا وجیہ الدین علوی شارح ہدایہ و شرح وقایہ اور ان کے شیخ حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری علیہم رحمۃ الملک الباری، یہ سب اکابر نادِ علی کی سندیں لیتے اور اپنے تلامذہ و مستفیدین کو اجازتیں دیتے اور یا علی یا علی کا وظیفہ کرتے وللہ الحجۃ السامیہ، جسے اس کی تفصیل دیکھنی ہو فقیر کے رسالہ **انہار الانوار و حیات الموات فی بیان سماع الاموات** کی طرف رجوع کرے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب نے بستان المحدثین میں حضرتِ ارفع و اعلیٰ امام العلما نظام الاولیا حضرت سیدی احمد زرّوق مغربی قدس سرہ استاذ شمس الدین لقانی و امام شہاب الدین قسطلانی شارح صحیح بخاری کی مدحِ عظیم لکھی کہ وہ جناب ابدالِ سبعہ و محققین صوفیہ سے ہیں، شریعت و حقیقت کے جامع، باوصف عُلُوِّ باطن، ان کی تصانیف علوم ظاہری میں بھی نافع و مفید و بکثرت ہیں۔ اکابر علما فخر کرتے ہیں کہ ہم ایسے جلیل القدر عالم وعارف کے شاگرد ہیں، یہاں تک کہ لکھا:

بالجملہ مردے جلیل القدر ست کہ مرتبۂ کمالِ اُو فوق الذکر است۔

خلاصہ یہ کہ وہ بڑی قدر و منزلت والے بزرگ ہیں کہ ان کا مقام و مرتبہ ذکر سے ماوراہے۔(ت)

پھر اس جناب جلالت مآب کے کلام سے دو بیتیں نقل کیں کہ فرماتے ہیں۔

انا لمریدی جامع لشتاته
اذا ما سطا جورُ الزمان بنکبتہٖ
وان کنت فی ضیق وکرب ووحشةٍ
فناد بیا زرّوق اٰتِ بسرعته۔[36]

یعنی میں اپنے مرید کی پریشانیوں میں جمعیت بخشنے والا ہوں جب ستم زمانہ اپنی نحوست سے اس پر تعدی کرے اور تو تنگی و تکلیف و وحشت میں ہو تو یوں ندا کر: یا زروق، میں فوراً آموجود ہوں گا۔

36۔بستان المحدثین، حاشیہ سید زرّوق فاسی علی البخاری، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ص ۳۲۲۔

علامہ زیادی، پھر علامہ اجہوری صاحبِ تصانیفِ کثیرہ مشہورہ، پھر علامہ داؤدی محشی شرح منہج، پھر علامہ شامی صاحبِ ردالمحتار حاشیہ درمختار گم شدہ چیز ملنے کے لیے فرماتے ہیں کہ

"بلندی پر جا کر حضرت سیدی احمد بن علوان یمنی قدس سرہٗ کے لیے فاتحہ پڑھے پھر انھیں ندا کرے کہ یا سیدی احمد یا ابن علوان۔"[37]

شامی مشہور و معروف کتاب ہے۔ فقیر نے اس کے حاشیے کی یہ عبارت اپنے رسالہ حیاۃ الموات کے ہامشِ تکملہ پر ذکر کی۔

غرض یہ صحابۂ کرام سے اس وقت تک کے اس قدر ائمہ و اولیا و علما ہیں جن کے اقوال فقیر نے ایک ساعتِ قلیلہ میں جمع کیے۔ اب مشرک کہنے والوں سے صاف صاف پوچھنا چاہیے کہ عثمان بن حنیف و عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن عمر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز صاحب اور ان کے اساتذہ و مشائخ تک سب کو کافر و مشرک کہتے ہو یا نہیں؟ اگر انکار کریں تو الحمد للہ ہدایت پائی اور حق واضح ہو گیا اور بے دھڑک ان سب پر کفر و شرک کا فتویٰ جاری کریں تو ان سے اتنا کہیے کہ اللہ تمھیں ہدایت کرے۔ ذرا آنکھیں کھول کر دیکھو تو کسے کہا اور کیا کچھ کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور جان لیجیے کہ جس مذہب کی بنا پر صحابہ سے لے کر اب تک کے اکابر سب معاذاللہ مشرک و کافر ٹھہریں وہ مذہب خدا اور رسول کو کس قدر دشمن ہو گا۔

صحیح حدیثوں میں آیا کہ "جو مسلمان کو کافر کہے خود کافر ہے۔"[38] اور بہت ائمۂ دین نے مطلقاً اس پر فتویٰ دیا جس کی تفصیل فقیر نے اپنے رسالہ النھی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقلید میں ذکر کی۔ ہم اگرچہ بحکم احتیاط تکفیر نہ کریں تاہم اس قدر میں کلام نہیں کہ ایک گروہِ ائمہ کے نزدیک یہ حضرات کہ یا رسول اللہ و یا علی و یا حسین و یا غوث الثقلین کہنے والے مسلمانوں کو کافر و مشرکین کہتے ہیں خود کافر ہیں تو ان پر لازم کہ نئے سِرے سے کلمۂ اسلام پڑھیں اور اپنی عورتوں سے نکاح تجدید کریں۔ دُرِّ مختار میں ہے:

مافیہ خلاف یؤمر بالاستغفار و التوبۃ وتجدید النکاح۔[39]

اور جس چیز کے کفر میں اختلاف ہو اس کے مرتکب کو استغفار و توبہ اور تجدید نکاح کا حکم دیا جائے گا۔(ت)

37۔ حواشی الشامی علیٰ ردالمحتار، کتاب اللقطہ، دار احیاء التراث العربی بیروت، ۳ /۳۲۴۔

38۔ صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من اکفر اخاہ بغیر تاویل، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۲ /۹۰۱۔

صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان حال الایمان من قال لاخیہ المسلم یا کافر کراچی ۱ /۵۷۔

39۔ الدرالمختار، کتاب الجہاد، باب المرتد، مطبع مجتبائی دہلی، ۱ /۳۵۹۔

فائدہ: حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ندا کرنے کے عمدہ دلائل سے "التحیات" ہے جسے ہر نمازی ہر نماز کی دو رکعت پر پڑھتا ہے اور اپنے نبیِ کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے عرض کرتا ہے **السلامُ علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته** سلام حضور پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

اگر ندا معاذاللہ شرک ہے تو یہ عجب شرک ہے کہ عین نماز میں شریک و داخل ہے **ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم**۔ اور یہ جاہلانہ خیال محض باطل کہ التحیات زمانۂ اقدس سے ویسے ہی چلی آتی ہے تو مقصود ان لفظوں کی ادا ہے نہ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ندا حاشا وکلّا شریعتِ مطہرہ نے نماز میں کوئی ذکر ایسا نہیں رکھا ہے جس میں صرف زبان سے لفظ نکالے جائیں اور معنی مراد نہ ہوں۔ نہیں نہیں بلکہ قطعاً یہی درکار ہے **التحیات لله والصلوات** سے حمدِ الٰہی کا قصد رکھے اور **السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاتهٗ** سے یہ ارادہ کرے کہ اس وقت میں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سلام کرتا اور حضور سے بالقصد عرض کررہاہوں کہ سلام حضور اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

فتاوائے عالمگیری میں شرح قدوری سے ہے:

لابدّ من ان یقصد بالفاظ التشهد معانیها التی وضعت لها من عنده کانه یُحَیِّ الله تعالٰی ویسلّم علی النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم وعلٰی نفسه وعلٰی اولیاءِ الله تعالٰی۔ [40]

تشہد کے الفاظ سے ان معانی کا قصد کرنا ضروری ہے جن کے لیے ان الفاظ کو وضع کیا گیا ہے اور جو نمازی کی طرف سے مقصود ہوں۔ گویا کہ نمازی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نذرانۂ عبادت پیش کررہاہے اور نبیِّ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر، خود اپنی ذات پر اور اولیاء اللہ پر سلام بھیج رہاہے۔(ت)

تنویر الابصار اور اس کی شرح دُرِّ مختار میں ہے:

(ویقصد بالفاظ التشهد) معانیها مرادة له علٰی وجه (الانشاء) کانه یحیّ الله تعالٰی ویسلم علی نبیّه وعلٰی نفسه واولیائه (لاالاخبار) عن ذٰلك ذکره فی المجتبٰی۔ [41]

الفاظِ تشہد سے اُن کے معانی مقصودہ کا بطور انشا قصد کرے، گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اظہارِ بندگی کررہا ہے اور اس کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، خود اپنی ذات اور اولیاء اللہ پر سلام بھیج رہاہے، ان الفاظ سے حکایت و خبر کا قصد نہ کرے۔ اس کو مجتبٰی میں ذکر کیا ہے۔(ت)

علامہ حسن شرنبلالی مراقی الفلاح شرح نورالایضاح میں فرماتے ہیں:

40۔ الفتاوی الہندیۃ، کتاب الصلوٰۃ، الفصل الثانی، نورانی کتب خانہ پشاور، ۱/ ۷۲۔

41۔ الدرالمختار شرح تنویر الابصار، کتاب الصلوٰۃ، باب صفۃ الصلوٰۃ، مطبع مجتبائی دہلی، ۱/ ۷۷۔

یَقْصُدُ مَعَانِیَہٗ مرادۃً لہٗ علٰی اَنَّہٗ یُنْشِئُھَا تَحِیَّۃً وَسَلَامًا مِنْہُ۔ [42]

قصد کرے معنی مقصودہ کا بایں طور کہ نمازی اپنی طرف سے تحیّہ اور سلام پیش کر رہا ہے۔(ت)

اسی طرح بہت علمانے تصریح فرمائی۔ اس پر بعض سفہائے منکرین یہ عذر گھڑتے ہیں کہ صلوٰۃ وسلام پہنچانے پر ملائکہ مقرر ہیں تو ان میں ندا جائز اور ان کے ماورا میں ناجائز، حالاں کہ یہ سخت جہالت بے مزہ ہے، قطع نظر بہت اعتراضوں سے جو اس پر وارد ہوتے ہیں ان ہوشمندوں نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ صرف درود وسلام ہی نہیں بلکہ اُمت کے تمام اقوال وافعال واعمال روزانہ دووقت سرکار عرش وقار حضور سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیے جاتے ہیں۔ احادیثِ کثیرہ میں تصریح ہے کہ مطلقاً اعمالِ حسنہ وسیئہ سب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں، اور یونہی تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور والدین واعزاواقارب سب پر عرضِ اعمال ہوتی ہے۔ فقیر نے اپنے رسالہ "سلطنۃ المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ" میں وہ سب حدیثیں جمع کیں، یہاں اسی قدر بس ہے کہ امامِ اجل عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سعید بن المسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

لیس من یومٍ الّا وتعرض علی النبی وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعمال اُمّتہٖ غدوۃ وعشیّا فیعرفھم بسیماھم واعمالھم۔ [43]

یعنی کوئی دن ایسا نہیں جس میں سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اعمالِ اُمت ہر صبح وشام پیش نہ کیے جاتے ہوں، تو حضور کا اپنے اُمتیوں کو پہچاننا ان کی علامت اور ان کے اعمال دونوں وجہ سے ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ وشرف وکرم)۔

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ بتوفیق اللہ عزوجل اس مسئلے میں ایک کتابِ مبسوط لکھ سکتا ہے مگر منصف کے لیے اسی قدر وافی، اور خدا ہدایت دے تو ایک حرف کافی۔

اکفنا شر المضلین یا کافی وصل علٰی سیدنا ومولانا محمدن الشافی وآلہ وصحبہ حماۃ الدین الصافی اٰمین والحمد للہ رب العالمین۔

اے کفایت فرمانے والے! ہماری طرف سے گمراہ کرنے والوں کے شر کا دفاع فرما۔ ہمارے آقا و مولیٰ محمد مصطفیٰ پر درود نازل فرما جو شفا عطا فرمانے والے ہیں اور آپ کے آل واصحاب پر جو دین صافی کے حمایتی ہیں۔ آمین والحمد للہ رب العالمین (ت)۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدن المصطفٰے النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم

﴿ماخوذاز: فتاویٰ رضویہ، جلد: 29 ص: 549 تا 569﴾

42۔ مراقی الفلاح علیٰ ہامش حاشیۃ الطحطاوی، کتاب الصلوٰۃ، نور محمد کارخانہ تجارتِ کتب، کراچی، ص ۱۵۵۔

43۔ المواہب الدنیۃ، بحوالہ ابن المبارک عن سعید ابن المسیب، المقصد الرابع، الفصل الثانی بیروت، ۲/ ۶۹۷۔